مرثیہ

(بند-۱۰۵)

مداح محمدؐ وآلِ محمدؐ مولانا شاہ سید علی حسن اشرفی حنفی صاحب احسنؔ جائسی مرحوم

خورشید آسمان جلالت حسینؑ ہے
مصباح دودمانِ رسالت حسینؑ ہے
شیرازۂ کتابِ عدالت حسینؑ ہے
گلدستۂ ریاض بسالت حسینؑ ہے
مالک ہے دو جہاں کے سفید و سیاہ کا
فرزند ہے جناب رسالتؐ پناہ کا

نورِ دو چشم فاطمہؑ زہرا حسینؑ ہے
بحرِ کرم کا گوہر یکتا حسینؑ ہے
پشت و پناہ اہل تولاّ حسینؑ ہے
فرمانروائے یثرب و بطحا حسینؑ ہے
قاصر زباں ہے مدح و ثنائے امام سے
قائم ہے عرش وفرش شہ دیں کے نام سے

قرآنِ رحلِ زانوئے حیدرؑ حسینؑ ہے
واللہ زیب دوشِ پیمبرؐ حسینؑ ہے
دریائے فیض وفدیۂ داور حسینؑ ہے
سردارِ خلق، دین کا رہبر حسینؑ ہے
صابر ہے رحم پیشہ ہے اورحق شناس ہے
رونق دہِ و سادۂ حمد و سپاس ہے

حلالِ مشکلاتِ دو عالم حسینؑ ہے
گیہاں خدیو، خسروِ اعظم حسینؑ ہے
عز و وقارِ کعبہ و زمزم حسینؑ ہے
گلگوں قبائے ماہِ محرم حسینؑ ہے
مضمون بس یہی ہے خدا کی کتاب کا
پرتو ہر ایک نور ہے اس آفتاب کا

نقش نگین خاتم ایماں حسینؑ ہے
مسند نشین محفل عرفاں حسینؑ ہے
شوکت میں افتخارِ سلیماںؑ حسینؑ ہے
جس کا غلام خاص ہے رضواں حسینؑ ہے
حقا کہ گوشوارہ ہے عرشِ جلیل کا
جاروب اس کے در کا ہے پر جبرئیل کا

بلبل نبی کی جان ہے اور گل حسینؑ ہے
نام و نشانِ راکبِ دلدل حسینؑ ہے
بدرِ سپہرِ جاہ و تجمل حسینؑ ہے
سلطانِ تختگاہ توکل حسینؑ ہے
فرزند فاطمہؑ ہے، امام غیور ہے
روشن ہے شش جہت میں کہ خالق کا نور ہے

بیکس نواز و مونسِ مسکیں حسینؑ ہے
شمع مزار طٰہٰ و یٰسیں حسینؑ ہے
دونوں جہاں میں صاحب تمکیں حسینؑ ہے
باغ جناں کا باعث تزئیں حسینؑ ہے
حُبّ امامِ پاک ہے جس کی سرشت میں
ہے سرنوشت میں کہ وہ ہوگا بہشت میں
ظلمت سرا کو وادئ ایمن کرے حسینؑ
کانٹوں کو پھول، پھول کو گلشن کرے حسینؑ
دانہ کو ایک آن میں خرمن کرے حسینؑ
موج ہوا سے شمع کو روشن کرے حسینؑ
ابر عطاو معدنِ احسان وجود ہے
مختارِ کارخانۂ ربّ ودود ہے
خاشاک رہ کو سنبل و ریحاں کرے حسینؑ
گردِ قدم کو افسر شاہاں کرے حسینؑ
ذرّہ کو آفتاب درخشاں کرے حسینؑ
زنگی کو غیرتِ مہ کنعاں کرے حسینؑ
فیّاض ہیں، کریم ہیں، عاجز نواز ہیں
اللہ کے ولی ہیں، امام حجاز ہیں
تحت الثریٰ کو عرش سے بالا کرے حسینؑ
خس کو شبیہ شجرۂ طوبا کرے حسینؑ
دم میں خذف کو تاجِ ثریا کرے حسینؑ
ادنیٰ کو چشم لطف سے اعلا کرے حسینؑ
گر مرضیِ خدیو عدالت نشان ہو
گاو زمیں کا برجِ اسد میں مکان ہو

ظاہر کرے اثر جو نگاہِ امام پاک
قطرہ گہر ہو اور ہو سمک صورت سماک
ہو توتیائے دیدۂ حور بہشت خاک
اور دیو سے فرشتے کہیں رُوْحَنَافِدَاکْ
سایہ کو جلوۂ مہ تاباں عطا کریں
واللہ ایک دم میں مگس کو ہما کریں
چاہیں تو ہو عقاب کبوتر سے زیر دست
کنجشک دے جدال میں شہباز کو شکست
ہو سینۂ ہزبر پہ روباہ کی نشست
پشہ میں ہو وہ زور کہ ہو فیل مست پست
اخگر نہ ہوئے سرد اگر رودِ نیل ہو
شعلہ گیاہ خشک کے آگے ذلیل ہو
ضدّین میں ہو ربط جو ہو مرضی حضور
ہو ایک وقت میں سحر و شام کا ظہور
پشتِ فلک قریب ہو روئے زمیں ہو دور
خورشید سے نہ شب کی سیاہی میں ہو قصور
ظاہر وہ امر ہو جو نہ آئے خیال میں
مشرق جنوب میں ہو تو مغرب شمال میں
قربان عزو شان شہِ آسماں جناب
سبطِ رسولؐ، چشم و چراغ ابو ترابؑ
حاجت روائے خلق و مددگار شیخ و شاب
علم و کمال وزہد نقاوت میں انتخاب
ریحان گلشن شرف انّما ہیں یہ
مخدوم کائنات و مطیع خدا ہیں یہ

اخلاق میں نبیؐ تو شجاعت میں مرتضیٰؑ
سیرت میں ہیں حسنؑ کی طرح معدن صفا
روشن ضمیر و وارث اعجاز انبیا
ذی قدر و ذی مراتب و ذی لطف و ذی سخا
ہادی ہیں، پیشوا ہیں، ولی ہیں، امام ہیں
لخت دلِ رسول علیہ السلام ہیں

کیا نام ہے حسینؑ کا اس نام کے فدا
آفت میں ہے سپر تو مرض کے لئے شفا
نام و نشان حضرتِ آدم بھی جب نہ تھا
یہ نام ساقِ عرشِ معلّٰی پہ تھا لکھا
کام آتا ہے جو وقت مصیبت یہ نام ہے
یہ نام نورِ دیدۂ خیر الانام ہے

اللہ رے وقارِ حسینؑ نکوشیم
بے ان کے چین تھا نہ محمدؐ کو ایک دم
اشتر بنے تھے عید کو پیغمبرؐ امم
اور تھا سوارِ مہر نبوت یہ ذی حشم
نانا تھا خوش نواسے کے دل کو سرور تھا
نورِ خدا پہ نورِ خدا کا ظہور تھا

اک دن کسی گلی میں نبیؐ کا ہوا گذر
واں چند طفل کھیل رہے تھے بہم دگر
ناگاہ ایک طفل پہ شہ کی پڑی نظر
آئے قریب اس کے رسولؐ نکوسیر
الفت جو تھی حضورؐ کو اس گلعذار سے
حضرت نے بس اٹھا لیا گودی میں پیار سے

جس طرح باپ کرتا ہے بیٹے کو اپنے پیار
منھ اس کا چومتے تھے شہنشاہِ نامدار
کی عرض یہ کسی نے کہ اے نورِ کردگار!
کس کے چمن کا ہے گل رعنا یہ ذی وقار
نے آپ کا قریب ہے، نے رشتہ دار ہے
پھر کیا سبب، کہ مثل عزیزوں کے پیار ہے

گویا ہوئے رسولؐ خدا افضل البشر
ہاں سچ ہے طفل غیر ہے یہ غیرت قمر
لیکن حسینؑ ہے جو مرا پارۂ جگر
ساتھ اس کے کھیلتے اسے دیکھا ہے بیشتر
ہے غیر ہی مگر یہ مرا نور عین ہے
اس پھول میں شمیم ولائے حسینؑ ہے

اس دم کہاں تھے حضرت محبوب ذوالجلال!
محصور اشقیا ہوا جس دم علیؑ کا لال
کیا قہر ہے جو ہوئے محمدؐ کا نونہال
پانی کا ایک بوند نہ دیں اس کو بدخصال
ہے ہے جو فاطمہؑ کے لحد کا چراغ ہو
دل اس کا چاک چاک جگر داغ داغ ہو

لکھتے ہیں راویانِ حکایات جانگزا
پیاسا تھا تین دن سے جگر بند مرتضیٰؑ
اللہ کے سوا کوئی مونس نہ آشنا
تنہا تھا کربلا میں شہنشاہِ کربلا
آفت میں مبتلا وہ محمدؐ کا ماہ تھا
جاری زباں پہ نعرۂ واحسرتاہ تھا

واحسرتا حسینؑ کا لشکر ہوا شہید
ہے ہے سرور سینۂ شبرؑ ہوا شہید
سقائے اہلبیت پیمبرؐ ہوا شہید
اکبرؑ ہوا شہید علی اصغرؑ ہوا شہید
آئی خزاں جو باغ شہ کم سپاہ میں
رخصت کو آئے شاہ زمن خیمہ گاہ میں

ناموس مصطفیٰؐ سے یہ کہنے لگے امامؑ
اے ساکنانِ خیمۂ شبیرؑ تشنہ کام!
اے صاحبان عفت و تطہیر و احترام!
اے اہلبیتؑ حضرت پیغمبرؐ انام!
سید کا کوچ ہوتا ہے فرقت کا وقت ہے
لو بیبیو! حسینؑ سے رخصت کا وقت ہے

رو رو کے کہتے تھے شہِ مظلومؑ الوداع
اے زینبؑ و رقیہؑ و کلثومؑ الوداع
بانوئے دل شکستہ و مغموم الوداع
پیاری سکینہؑ پانی سے محروم الوداع
سجادؑ سے کہا مرے دلدار الوداع
آنکھوں کے نور عابدِؑ بیمار الوداع

یہ سن کے اہلبیتؑ میں محشر ہوا بپا
سر پیٹنے لگے حرمِ سبط مصطفاؐ
زینبؑ پچھاڑیں کھانے لگی وا مصیبتا
شق سینۂ سکینہؑ و کلثومؑ ہوگیا
قالب میں جانِ حضرت زین العباؑ نہ تھی
بانو کا حال یہ تھا کہ سر پر ردا نہ تھی

خیمے میں تھا یہ شور کہ مولاؑ کہاں چلے
شاہِ مدینہ دلبر زہراؑ کہاں چلے
مظلوم کربلائے معلاّ کہاں چلے
غربت میں ہم کو چھوڑ کے تنہا کہاں چلے
یا رب جدا نہ ہم سے حسینؑ غریب ہو
آگے حسینؑ کے ہمیں مرنا نصیب ہو

کہنے لگا یہ رو کے وہ حیدرؑ کا دلربا
اے غم کشو! تمہاری غریبی پہ میں فدا
ہوں آج میں شہید یہ قسمت میں ہے لکھا
(اب) بے کسو! تمہارا نگہبان ہے خدا
حافظ تمام خلق کا ربِ کریم ہے
(میں) تم کو سونپتا ہوں اسے جو رحیم ہے

روتے حرم تھے خیمۂ مولا میں زار زار
وہ شور وشین تھا کہ ملائک تھے بے قرار
نکلا حرم سرا سے محمدؐ کا یادگار
اور پشتِ ذوالجناح نبیؐ پر ہوا سوار
صدمہ ہوا لحد میں رسالت مآبؐ کو
زینبؑ نے آ کے خیمہ سے تھاما رکاب کو

اللہ رے ذوالجناح شہنشاہِ خوشخصال
جمنے میں سبزہ اڑنے میں شہباز تیر بال
کاوے میں تھا عقاب چھلاوے میں تھا غزال
یکتا تھا گر قدم میں تو سرپٹ میں بے مثال
بے مثل میٹھی پوئی میں نام خدا تھا وہ
کڑوا تھا لطف یہ ہے کہ شیریں ادا تھا وہ

جوزا تھا یا کمیت سبک روکی تھی عناں
پوزی برنگ ہالۂ مہتاب تھی عیاں
کلغی پہ تارہائے شعاعی کا تھا گماں
تھا تنگ کا یہ قول کہ ہوں رشک کہکشاں
حسن رکاب شکل ہلال آشکار تھا
دمچی مرصّع، زین جواہر نگار تھا

جو کچھ کہو بیان میں تیزی کے ہے وہ کم
سیرِ تمام عمر مہ و مہر یک قدم
(گر) عقل کل بھی مدح کو اس کی کرے رقم
دو چار گام بھی نہ چلے مشکئ قلم
حاصل اگرچہ فکر سے مضمون چیدہ ہو
اس باد پا کی مدح غزال رمیدہ ہو

ممکن نہیں کہ اسپ کی توصیف ہو بیاں
سکتے میں مثل بلبل تصویر ہے زباں
سطح زمیں سے گر وہ کرے قصد لا مکاں
اور لا مکاں سے عود کرے یہ سبک عناں
وقت سفر پسینہ جو ٹپکے جبین سے
آ پہنچے یہ وہ دور ابھی ہو زمین سے

گر یہ ابد سے ہوئے رواں جانب ازل
اور پھر ازل سے سوئے ابد آئے فی المثل
قربان تیز گامئ شبدیز بے بدل
اس گشت و بازگشت کی مدت ہے ایک پل
ظاہر ہے صاف توسنِ مولاؑ کی شان سے
مثل براق آیا ہے یہ آسمان سے

طاؤس باغ حسن تھا شبیرؑ کا سمند
وہ دست و پا، وہ سم، وہ کنوتی، وہ جوڑ بند
جاں دار و خوش خرام وسبک تاز و دل پسند
آنکھوں میں یوں پھرے کہ نہ مردم کو ہو گزند
دوڑے نگاہ بن کے یہ پھولوں کے ہار پر
موتی رواں ہو جس طرح ریشم کے تار پر

تھوتھنی برنگ دستۂ سنبل تھی مشک ریز
آنکھیں وہ جس سے شیر نیستاں کرے گریز
رخش خیال کو نہیں حاصل یہ جست و خیز
مہمیز تھا کنوتی بدل کر ہوا جو تیز
رفتار میں زمین کی تنگی سے تنگ تھا
فرفر چلا تو تیزی سے رفرف بھی دنگ تھا

چلنے میں گر ہوا تھا تو خوبی میں تھا پری
صورت تھی یا کہ آئینۂ شان دلبری
سرعت میں کب نسیم کو ہے اس سے ہمسری
کھاتا کمیت و ہم بھی ہے یاں سکندری
طبع رسا ہے دنگ یہ وہ تیزگام ہے
فکروں کی ترکتازی کی ترکی تمام ہے

دلدل شتاب و رشکِ نسیم سحر تھا وہ
تھا اسپ خوش قدم کہ طلسم ہنر تھا وہ
رخش نگاہ تیز سے چالاک تر تھا وہ
رہوارِ نور دیدۂ خیر البشرؐ تھا وہ
شوکت وہ تھی کہ تخت سلیمانؑ نثار تھا
راکب نبیؐ کے دوش کا اس پر سوار تھا

راکب کا اس کے وصف ہو اس وقت میں رقم
کاغذ ہو عرش، شہپر روح الامیں قلم
زمزم دوات، صوف بنے چادرِ حرم
اور ہو سیاہئ شب معراج بھی بہم
شنجرف سرخروئ ہر دو جہان ہو
مہر منیر فضل خدا زعفران ہو

(گلزار) پر ہے عارض مولاؑ کو افتخار
رضواں نے باغ خلد میں دیکھی نہ یہ بہار
جلوہ چراغ طور کا اس حسن پر نثار
شانِ نزول سورۂ "وَالشَّمْسِ" آشکار
روشن ہے روشنی سے کہ بدرالدّجیٰ ہے یہ
پرتو ہے مہر جس کا وہ شمس الضّحیٰ ہے یہ

لوح بیاض نور ہے پیشانئ امام
پر تو ہے اس کا جلوۂ حسن مہ تمام
سرمایۂ فروغ و تجلّی ہے اس کا نام
کہتے اسے صحیفۂ قدرت ہیں خاص و عام
ارشاد یہ جناب رسولؐ امم کا ہے
"وَالْفَجْرِ" میں بیان اسی صبحدم کا ہے

مشک ختن جو زلف کو کہئے تو ہے خطا
سنبل کہاں سے لائے یہ خوشبوئے جاں فزا
حقا کہ حسن میں ہے شب قدر سے سوا
بس ہے اسی کی شان میں نازل اذا سجیٰ
چہرہ اگر ہے گل تو یہ عنبر نثار ہے
لو نیم شب مقارنِ نصف النہار ہے

ابرو کا اس جہان میں ثانی ہے ناپدید
ہے قفلِ مدعائے دو عالم کی یہ کلید
تفریحِ دل میں طاق ہے اس ماہ نو کی دید
قربان ہے کماں تو فدا ہے ہلال عید
محراب ہیں یہ کعبۂ ذی احترام کی
رنگت میں طاق راتیں ہیں ماہ تمام کی

(آرام) دلبری ہے شہ ذی حیا کی آنکھ
مولاؑ کی آنکھ ہے کہ رسولؐ خدا کی آنکھ
(نرگس) کہاں، کہاں جگر مرتضیٰؑ کی آنکھ
ہے بوستاں کی آنکھ یہ مشکل کشا کی آنکھ
وہ چشم نور چشم نبیؐ بالیقین ہے
آدم نہیں یہ یوسف خلوت نشین ہے

خارج ہے طاقتِ بشری سے صفات گوش
ہر گوش کانِ حسن خداداد حق نیوش
ہے بینی لطیف سے نورِ خدا کا جوش
کہتے ہیں موجِ بحر ضیا اس کو تیز ہوش
تشبیہ غنچۂ گلِ شبّو سے عار ہے
بسم اللہ صحیفۂ فصل بہار ہے

ہے سبز خط پہ خضر دل و جان سے فدا
سبزہ میں ہے زمرّد فردوس سے کھرا
ہے خط سبز رنگ کہ سبزہ بہشت کا
خط بہار کاتب قدرت نے ہے لکھا
رنگت سے لاجورد کا بازار سرد ہے
کس طرح کی تڑپ ہے کہ مینا بھی گرد ہے

مثل شفق ہیں یہ لب جاں بخش سرخ فام
یاقوت زرخرید، عقیق یمن غلام
خوبی کی انتہا تو لطافت کا اختتام
ہونے میں ان کے قند مکرر کے کیا کلام
واللہ بوسہ گاہ رسولؐ خدا ہیں یہ
قربان ہیں مسیحؑ وہ معجز نما ہیں یہ

دنداں کو موتی کہتے ہیں سب جوہری مگر
موتی کہاں کہاں یہ حسینان سیم بر
(اس) دانت کو شرف ہے عقیق سپید پر
(بے رنگ ہے) بلور کی جب سے پڑی نظر
(پس کر) کھرل میں جان سے موتی گذر گیا
ہیرے کا حال یہ ہے کنی کھا کے مر گیا

رنگت میں تل ہے رشک دہِ نافۂ غزال
ڈھونڈھو جو اس کا مثل جہاں میں ہے خال خال
صدقے ہزار جان سے اس تل پہ ہیں بلال
سنگ حرم فدا ہے سیاہی کا ہے وہ حال
شہرہ حبش میں ہے کہ عدیم المثال ہے
نقطہ ہے لفظ رخ کا کہ عارض پہ خال ہے

کھلتا نہیں یہ صاف کہ غنچہ ہے یا دہن
ہے آبروئے چشمہ حیواں چہ ذقن
غبغب صفا ہے نقرۂ خالص پہ طعنہ زن
گردن چراغِ قمقمۂ شان ذوالمنن
یہ صدر مثلِ بدر تجلی مآب ہے
سینہ حسینؑ کا ہے کہ اُم الکتاب ہے

ظاہر ہے شانہ ہائے مقدس سے شان حسن
بازوئے پاک ہیں کہ ستون مکان حسن
خوبی سے ہے ہر ایک کلائی جہان حسن
سمجھو ہر ایک کف کو کہ ہے آسمان حسن
انگشت پاک آیۂ رب قدیر ہے
پنجہ شبیہ پنجۂ مہر منیر ہے

پشت و پناہ خلق ہے پشت شہ امم
لبریز نور حق سے ہے شبیرؑ کا شکم
(اب) ہے کہ ناف شہ آسماں حشم
جس کا نظیر ناف کے اصناف میں ہے کم
موئے کمر کو بال جو کہئے فضول ہے
کافی ہے یہ کہ رشتۂ جان رسولؐ ہے

ساقین کو ہے عرش کے پایہ سے ہمسری
کعبین کو مقابلہ ماہ و مشتری
ہرگز بیان وصف نہیں کار سرسری
ہر اک قدم ہے تاج سر چرخ چنبری
نازک ہے پشت پا، کف پا نازنین ہے
وہ نسترن کا برگ ہے یہ یاسمین ہے

نخل مراد ساقیٔ کوثر قد بلند
فردوس کے چمن کا صنوبر قدِ بلند
شمع حرم کی لو سے ہے بہتر قد بلند
حسن صریح و روح مصوّر قد بلند
آغاز آفرینش کون و مکان ہے
قدّ رواں ہے یا الف لفظ جان ہے

تھا فرق پر عمامۂ پیغمبرؐ خدا
عمامہ تھا کہ تھا کرم ولطف کبریا
معراج میں رسولؐ نے پہنی تھی جو قبا
تھی زیب جسم اطہر سلطان کربلا
زیبا ہر اک لباس خدا کے ولی کا تھا
رومال تھا بتولؑ کا پٹکا علیؑ کا تھا

قبضے میں تھی حسینؑ کے شمشیر بوترابؑ
ہیبت سے جس کے اہل ستم کا جگر تھا آب
(حمزہ) کی ڈھال پشت مبارک سے فیضیاب
(یکتا) تھی گر کمان تو ترکش تھا لاجواب
(غیرت) میں غرق جسم تھا زہراؑ کے پھول کا
حیدرؑ کی گر زرہ تھی تو مغفر رسولؐ کا

اس دبدبہ سے رن میں ہوئے جلوہ گر امام
کرنے لگے یہ لشکر گمراہ سے کلام
اے ظالمان کوفہ و گردن کشان شام
ہے جائے رحم اور ہے انصاف کا مقام
کوئی بھی قتل کرتا ہے اپنے امام کو
مہمان کو غریب کو اور تشنہ کام کو

مہماں کا خون کون سے مذہب میں ہے حلال
مظلوم سے یہ بغض، مسافر سے یہ ملال
آیا تمہارے دل میں نہیں خوف ذوالجلال
ہفتم سے تشنہ لب ہے تمہارے نبیؐ کا لال
سید ہوں یادگار امیر عرب ہوں میں
اللہ کی زبان ہوں اور تشنہ لب ہوں میں

یارو! میں آفتاب رسالت کا ہوں قمر
نانا مرا شفیع امم، سید البشر
سلطان کائنات و شہنشاہ بحر و بر
بعد از خدا بزرگ ہے جو قصہ مختصر
ختم رسل ہے صاحب تاج و سریر ہے
قرآں میں جس کا نام بشیر و نذیر ہے

(بولو)! سوار دوش رسول خدا ہے کون
مسند نشین سینۂ خیرالورا ہے کون
(تسکین) روح بادشہ انبیا ہے کون
سوچو تو دل میں خامس آلؑ عبا ہے کون
کہہ دو شریک چادر تطہیر کون ہے
جس نے پیا ہے فاطمہؑ کا شیر کون ہے

فردوس کے جوانوں کا سرتاج کون ہے
نانا ہے جس کا صاحب معراج کون ہے
فیض و عطا کا قلزم موّاج کون ہے
پانی کا تین روز سے محتاج کون ہے
احمد نے جس کو گود میں پالا وہ کون ہے
زہرا کا تھا جو گیسوؤں والا وہ کون ہے

مشکل کے وقت خلق کا حاجت روا ہے کون
مشکل کشا ہے کون، شہ قل کفا ہے کون
مثل محمدؐ عربی رہنما ہے کون
کرار عالم و اسد کبریا ہے کون
وہ کون ہے جو بادشہ خافقین ہے
عالم میں کون فاتح بدر و حنین ہے

کس کے پدر کی شان میں نازل ہے ھل اتیٰ
کس کا لقب ہے فارس مضمار لا فتیٰ
شاہ نجف، امیر عرب، فخر اوصیا
دست خدا، وصی نبیؑ، کل کا مقتدا
شاداب کس کے فیض سے گلزار دین ہے
کس کی جناب مقطع حبل المتین ہے

کہتے ہیں جس کو قاتل عنتر وہ کون ہے
کشتہ ہے جس کا مرحب خودسر وہ کون ہے
برتر ہے جس کا عرش سے منبر وہ کون ہے
ہر جنگ میں ہوا جو مظفر وہ کون ہے
اتری ہے آسمان سے تیغ دو دم کسے
کہتے ہیں لوگ صفدر بیر العلم کسے

فیاض آب چشمہ کوثر ہے کس کی ذات
مفتاح باب قلعہ خیبر ہے کس کی ذات
رکن رکین شرع پیمبرؐ ہے کس کی ذات
کہتے ہیں جس کو مالک کوثر ہے کس کی ذات
مولد ہے جس کا کعبہ وہ ذی جاہ کون ہے
جس کو کہا خدا نے ید اللہ کون ہے

کہتے ہیں جس کو خواجہ قنبر وہ کون ہے
ہے زر خرید جس کا ابوذر وہ کون ہے
جس کا لقب ہے قاتل عنتر وہ کون ہے
کشتہ ہے جس کا مرحب خودسر وہ کون ہے
اتری ہے آسمان سے تیغ دو دم کسے
کہتے ہیں لوگ صفدر بیر العلم کسے

کشاف مشکلات کا رشک قمر ہوں میں
اے ظالمو! علیؑ ولی کا پسر ہوں میں
نور نگاہ دختر خیر البشرؐ ہوں میں
اللہ کے نبیؐ کی جگر کا جگر ہوں میں
غربت زدہ ہوں تشنہ لب کربلائی ہوں
خیرالنسا کا لال ہوں شبرؑ کا بھائی ہوں

یہ سن کے ظالموں نے دیا شہ کو یوں جواب
لاریب تم ہو جان رسولؐ فلک جناب
مادر ہے فاطمہؑ تو پدر ہے ابوترابؑ
نام و نسب ہے آپ کا عالم میں آفتاب
لیکن یہ مرتبہ سبب حفظ جاں نہیں
بیعت بغیر آپ کو ملتی اماں نہیں

کیا ہوگا ذوالفقار اگر آپ کے ہے پاس
فاقوں میں تین روز کے باقی ہیں کب حواس
کیا وہ لڑے گا ہے شب ہفتم سے جس کو پیاس
اکبرؑ مدد کو ہے، نہ علمدارؑ حق شناس
تاب مقاومت ہے، نہ زور جدال ہے
اس ضعف میں تو ایک بھی حملہ محال ہے

اس طعن سے امام کو بس آ گیا جلال
شہ کا غضب تھا قہر خداوند لایزال
صحرا میں رستخیز تو دریا میں اختلال
نعرہ کیا کہ ہلنے لگا وادیٔ قتال
چہرہ ہر اک لعین سیہ رو کا زرد تھا
ڈانٹا جسے وہ خوف کی شدت سے سرد تھا

نعرہ تھا شہ کا زلزلہ قہر آسماں
شیر فلک کے ہوش عدم کو ہوئے رواں
مریخ کی زبان پہ تھا شور الاماں
سرور کی ذوالفقار تھی یا مرگ ناگہاں
غصہ میں دفعتاً نکل آئی جو میان سے
اعدا کے جسم کو نہ تعلق تھا جان سے

صورت میں مثل لا تھی شہِ لافتا کی تیغ
نفی وجود اہل ستم تھی قضا کی تیغ
آفت کی تیغ قہر کی تیغ اور بلا کی تیغ
سفاک اہل کفر تھی خیبر کشا کی تیغ
غل تھا کہ اس کو اہل شقاوت سے لاگ ہے
تیغ شرر فشاں ہے کہ دوزخ کی آگ ہے

خونریزِ اشقیا، غضب آگین و شعلہ تاب
جلاد آسماں کا جگر خوف سے تھا آب
بجلی چمک میں، رجم شیاطین میں شہاب
گرمی سے جسم ماہی تحت الثریٰ کباب
اللہ کا غضب دم شمشیر تیز تھا
دہشت سے رزم گاہ کو قصد گریز تھا

اللہ ری آبدارئ شمشیر خوشغلاف
سر پر گری تو تیر گئی صاف تا بناف
دریائے خون ہوگیا بس وادئ مصاف
کشتوں کے ڈھیر فرط بلندی سے کوہ قاف
چاروں طرف رواں جو بصد اضطراب تھی
سرعت سے اس کی موت کی مٹی خراب تھی

نکلا ادھر سے بہرِ وغا ایک خیرہ سر
جلاد روزگار و جفا کیش و بد گہر
نخوت شعار و کینہ کش و خشمگیں نظر
قبضے میں تیغ، بر میں زرہ، دوش پر سپر
مانند کوہ جسم تھا اس بدسرشت کا
تھی آہنی کلاہ کہ گنبد کنشت کا

بدخواہ دودمان رسولؐ جہاں خدیو
کاندھے پہ گرز سام تو کف میں سنان گیو
آواز تھی کہ تھا دُہل جنگ کا غریو
ہیکل میں پیل مست تو صورت میں مثل دیو
مغرور جنگجو تھا شقی تھا پلید تھا
زورآوری میں شہرۂ فوج یزید تھا

تیوری چڑھا کے غیظ وغضب سے عدوے دیں
آیا قریب تانے ہوئے گرز آہنیں
الٹی ادھر خدیو دوعالم نے آستیں
اور بولے یہ کہ وار کر اے ظالم لعیں
حملہ کیا تو یہ ہنر ذوالفقار تھا
وہ گرز قاش قاش بشکل خیار تھا

دیکھا جو اس نے گرز گراں کا ہوا یہ حال
بھالے کو لے کے سامنے آیا پئے جدال
غصے کے مارے روئے سیاہ شقی تھا لال
قصب السبق ربا ہوئی تیغ شرر مثال
لرزاں بشکل بید دل خود پسند تھا
نیزہ کا حال یہ کہ جدا بند بند تھا

جب اس ازل گرفتہ کا نیزہ ہوا قلم
تلوار لے کے لڑنے لگا بانیٔ ستم
قربان پیشدستیٔ تیغ شہ امم
اک ضرب میں کلائی ہوئی خاک سے بہم
ضرب دگر میں خود تھا شق اس شریر کا
جیسے چھری سے چاک ہو قالب پنیر کا

اس ضرب سے تو طیش شقی کو ہو دو چند
غصّے سے تھرتھرانے لگا وہ جفا پسند
شہ نے بڑھایا ہاتھ ادھر چھیڑ کر سمند
پٹکے میں ہاتھ ڈال کے سر سے کیا بلند
نام اس کا زائچے میں لکھا تیرہ بخت تھا
پٹکا زمین پر تو بدن لخت لخت تھا

پھر دوسرا لعین چلا بہر کار زار
روئین تن، لحیم و شحیم و دغا شعار
مشہور فوج شام میں تھا آزمودہ کار
پیکر سے جس کے رستم دستاں کرے فرار
طفلی سے مستحق عذاب الیم تھا
مردود بارگاہ خدائے علیم تھا

دشمن نبیؐ کی آل کا اور پیر و یزید
ہر ایک قول وفعل میں شیطان کا مرید
تھا خود سر کہ طالع معکوس تھا پدید
دام عذاب حق زرہ و جوشن حدید
آیا مقابلہ میں امام دلیر کے
بولی اجل شغال ہے پنجے میں شیر کے

گھوڑا دبا کے سامنے آیا وہ نابکار
دل میں یہ قصد تھا کہ کروں شاہ دیں پہ وار
غصے سے آگ ہوگئی مولیٰ کی ذوالفقار
فی النار والسقر ہوا وہ مستحق نار
سر شعلہ بن کے گلخن گردن سے اُڑ گیا
گرمی سے مرغ جاں قفس تن سے اُڑ گیا

خود سر کے سر کو کرتی تھی مثل قلم قلم
زندہ نہ چھوڑتی تھی کسی کو وہ تیز دم
زخمی کا اس کے تھا نہ ٹھکانا بجز عدم
آب دم حسام شرر ریز تھا کہ سم
جس کی طرف چلی یہ عیاں قہر ہوگیا
اک زخم میں تمام بدن زہر ہوگیا

فرق و گلو وچنبر گردن کو دو کیا
ہر استخوان سینہ دشمن کو دو کیا
تیزی تھی کس بلا کی کہ جوشن کو دو کیا
دو ہو گیا سوار تو توسن کو دو کیا
سکہ تھا اس کے نام کا میدان حرب میں
دو چار چار آٹھ تھے بس ایک ضرب میں

صدمے سے اس کے جرم سپر پاش پاش تھا
خود لعین و کاسئہ سر پاش پاش تھا
حلقوم پر پڑی تو جگر پاش پاش تھا
پہلو سے تا بصدر کمر پاش پاش تھا
اتری کمر سے جب تو وہ زیر زمین تھی
زیر زمین تھی تو فلک کے قرین تھی

مغفر میں ڈھال کاٹ کے آئی رواں ہوئی
سر سے ہوئی جو دل میں رسائی رواں ہوئی
صرصر نے شمع روح بجھائی رواں ہوئی
ہر عضو کو دکھا کے صفائی رواں ہوئی
پی پی کے خون اور ترقی پہ مستی تھی
ناگن کی طرح فوج کو اڑ اڑ کے ڈستی تھی

جوہر سے صدمہ اور بھی افزود ہوگیا
ہر ایک زخم تیغ نمک سود ہوگیا
غربال مغز کافر مردود ہوگیا
جوہر شبیہ پشۂ نمرود ہوگیا
عقرب کے نیش سے بھی سوا زہر دار تھا
ان موذیوں کے واسطے دندان مار تھا

مشرق کے گر پہاڑ پہ چمکے یہ ذوالفقار
شعلوں سے اس کے سرمہ ہو مغرب کا کوہسار
ظاہر تھیں دو زبانیں کہ آتش کے دو شرار
تھے ہر دو دست قابض ارواح آشکار
یہ آتشی مزاج اگر خشمناک ہو
گردوں نگاہ گرم سے جل بھن کے خاک ہو

منھ غرب کو کیا تو عنان تھی بسوے شرق
حاصل نہیں شرارہ کو ہرگز یہ زرق و برق
کرتی تھی دم میں لاکھوں کے تن کو لہو میں غرق
اس کا اثر تھا باطل و حق میں ظہور فرق
چمکی اُڑی گری کبھی ظاہر، نہاں کبھی
زیر زمیں کبھی تو سر آسماں کبھی

ناگاہ غل ہوا شہ ابرار الاماں
سبط حبیب خالق غفار الاماں
مولٰی ہے گرم موت کا بازار الاماں
اے دختر رسولؐ کے دلدار الاماں
شاہوں کے شاہ جان رسالت پناہ ہو
اے سرور کریم کرم کی نگاہ ہو

آواز الاماں کی سنی جب امام نے
تلوار روک لی شہ عالی مقام نے
رکنا تھا بس کہ گھیر لیا فوج شام نے
آئی اجل نبیؐ کے نواسے کے سامنے
تصویر حشر رن میں نمودار ہوگئی
چاروں طرف سے تیروں کی بوچھار ہوگئی

مارا کسی لعیں نے جو ناوک جبیں پہ آہ
چلائے جبرئیل امین وا محمداہ
بھالا لگا جو پہلو میں بولا وہ بادشاہ
شکوہ نہیں ہزار جگر ہوگیا تباہ
کیا ڈر ہے پاش پاش جو جسم حسینؑ ہو
سو برچھیاں لگیں مگر امت کو چین ہو

زخموں سے جسم سید مغموم تھا فگار
ڈوبا لہو میں حضرت زہراؑ کا یادگار
کڑکیں کمانیں ایک مسافر پہ بے شمار
بس اک تن حسینؑ تھا اور تیر دس ہزار
فرزند فاطمہؑ کا بدن چور ہوگیا
ہے ہے وہ جسم خانۂ زنبور ہوگیا

تلوار ماری ایک لعیں نے جو فرق پر
بس ہوگیا عمامہ نبیؐ کا لہو میں تر
سینہ سے تین پھل کا جو نیزہ گیا گذر
گھوڑے پہ ڈگمگانے لگے شاہ بحر و بر
بیتاب روح فاطمہؑ پاک ہوگئی
قبر محمدؐ عربی چاک ہوگئی

تھی ٹکڑے ٹکڑے سید لولاک کی قبا
کٹ کٹ کے بند بند بدن ہوگیا جدا
واحسرتا تمام لہو تن کا بہہ گیا
تیورا گیا وہ حیدرؑ صفدر کا مہ لقا
بیٹھا گیا نہ ضعف کی شدت سے زین پر
ہے ہے گرا ستارۂ زہرا زمین پر

تڑپے زمیں پہ گر کے کئی مرتبہ جناب
اُٹھ بیٹھیں ایک بار سنبھل کر نہ تھی یہ تاب
آفت کی بے قراری قیامت کا اضطراب
قلب و جگر کا تھا یہ تقاضا کہ آب آب
پانی ملا نہ فاطمہؑ کے نور عین کو
منہ سے لہو اُگل کے غش آیا حسینؑ کو

تھا تین دن سے خشک گلا وا مصیبتا
سبط رسولؐ اور یہ بلا وا مصیبتا
خنجر کو لے کے شمر چلا وا مصیبتا
سینہ پہ موزہ پہنے چڑھا وا مصیبتا
آیا نہ رحم بیکسیٔ تشنہ کام پر
خنجر کو پھیرنے لگا حلق امام پر

کرتا تھا ذبح شاہ زمن کو وہ رو سیاہ
پہنچا فلک پہ غلغلۂ وا محمداہ
بنت علیؑ نے کی جو نظر سوئے قتل گاہ
دیکھا شہید ہوتا ہے زہراؑ کا رشک ماہ
دل چاک ہو گیا نہ کلیجے کو کل پڑی
پردہ اٹھا کے خیمہ سے زینبؑ نکل پڑی

چلائی رو کے خالق اکبر کا واسطہ
اے شمر دوجہاں کے پیمبرؐ کا واسطہ
اے شمر سوز سینہ حیدرؑ کا واسطہ
اے شمر بنتؑ شافع محشر کا واسطہ
کر خوف اہلبیتؑ رسالت کی آہ سے
خنجر اُٹھا لے حلق شہ بے گناہ سے

اے شمر یہ بقیۂ آل رسولؐ ہے
اے شمر یہ چراغ مزار بتولؑ ہے
اے شمر مرتضیٰؑ کے چمن کا یہ پھول ہے
اے شمر یہ مسافر خاطر ملول ہے
بھائی کے قتل سے نہ بہن کو تباہ کر
غربت پہ، بیکسی پہ ہماری نگاہ کر

رخ کر کے پھر مدینہ کے جانب وہ دلفگار
چلائی شمر بھائی کی چھاتی پہ ہے سوار
نانا تمہارے لطف وعنایت پہ میں نثار
پیاسا شہید ہوتا ہے حضرت گلعذار
تشریف لاؤ جلد بچانے میں کد کرو
بھائی کا حلق کٹتا ہے نانا مدد کرو

جس کو چڑھایا دوش پہ حضرت نے بارہا
کرتے تھے پیار گود میں لے کر جسے سدا
یعنی حسینؑ تشنہ لب دشت کربلا
ہے اس کا حلق آج تہہ خنجر جفا

پھر دیکھ کر نجف کی طرف بولی وہ حزیں
فریاد یا علیؑ ولیؑ بادشاہ دیں
اعدا کے بس میں آج ہے حضرت کا مہ جبیں
حلقوم پر رواں ہے برادر کے تیغ کیں

کرتا ہے شمر ذبح شہ مشرقین کو
نانا لحد سے نکلو بچاؤ حسینؑ کو

بابا نجف سے آ کے مدد برمحل کرو
میرے غریب بھائی کی مشکل کو حل کرو

پہنچو مدد کو ہے دم امداد یا علیؑ
دو دل کی داد اور کرو شاد یا علیؑ
کرتا غضب ہے یہ ستم ایجاد یا علیؑ
بیکس پہ بے وطن پہ یہ بیداد یا علیؑ
فریاد کبریا کی، دُہائی رسولؐ کی
لٹتی ہے کربلا میں کمائی بتولؐ کی

بقلم مولانا شاہ سید احمد اشرف اشرفی ابن مولانا شاہ سید نور محمد اشرف اشرفی
قصبہ جائس، ذی الحجہ ۱۲۹۹ھ

مولانا شاہ علی حسن احسنؔ جائسی جیسے علوم دینیہ کے بزرگ عالم تھے ویسے ہی عربی، فارسی اور اردو کے باکمال ادیب وشاعر بھی تھے۔ مولانا نے سو سے زائد اردو میں مرثیے تصنیف فرمائے جن میں سے اب تک صرف تین مرثیے دستیاب ہو سکے ہیں امید ہے کہ انشاء اللہ............ مولانا کا یہ مرثیہ جناب سید ظہیر حسین بہوی (انجینئر) کے ذخیرہ مراثی سے حاصل ہوا ہے خداوند عالم موصوف کو صحت وسلامتی کے ساتھ جزائے خیر دے۔ مرثیہ کے کئی مصرعوں کے ابتدائی الفاظ نہیں پڑھے جا سکے اگر کسی قاری کو وہ لفظ صحیح سمجھ میں آجائیں تو بندہ کو ضرور مطلع فرمائیں۔ (اسیفؔ جائسی)

(بقیہ............ یثرب کا مسافر سرزمین کربلا پر)

جنگ کی اور تاریخ شجاعت کو الٹ کر صفحات عالم سے بہادران روزگار کے نقوش شجاعت مٹا کر اس منزل پر پہنچے جس کے وہ منتظر تھے۔

آخر نیزوں اور تلواروں، تیروں اور سنانوں میں مظلوم کا خون تقسیم ہوا۔ شمر ملعون کے کند خنجر نے انسانیت کے جسم وجان کے باہمی ارتباط کو منقطع کیا۔ حسینؑ شہید ہوئے اور قافلہ بہ عزم وارادہ اپنی آخری منزل پر پہنچا۔ یثرب سے چلا ہوا مسافر کربلا کی سرزمین پر منزل مقصود تک پہنچ کر رُکا۔ نوک نیزہ پر سر بلند ہوا اور حسینؑ نے اپنے سر کے ساتھ ساتھ اسلام کو بھی سر بلند کر کے دم لیا۔

دنیا مٹ جائے گی۔ مگر حسینؑ کے کارنامے قدرت کی یاد کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ یاد آتے رہیں گے۔

حسینیت زندہ باد یزیدیت مردہ باد

❀❀❀